نقشِ آغاز

دینی قوتیں اور عہدِ حاضر کا چیلنج

بالآخر ۲۲ دسمبر جمعہ کے روز ملی یکجہتی کونسل کے قائدین نے لیاقت باغ راولپنڈی میں پہلی بار ایک بہت بڑے اور تاریخی جلسہ عام میں موجودہ حکومت اور اس کی ظالمانہ پالیسیوں کو یکسر مسترد کر کے اپنی تحریک کا آغاز کرتے ہوئے ۳۰ دسمبر کو ملک گیر سطح پر پہیہ جام ہڑتال کی کال دے دی ہے کونسل کے مرکزی سیکرٹری جنرل مولانا سمیع الحق نے اپنے خطاب میں کہا۔

"ہمیں متحد ہونا ہوگا ہماری بنیاد اللہ کا دین ہے، ہم بارہ کروڑ مسلمان بنیاد پرست ہیں ہم اس بنیاد پرستی پر فخر کرتے ہیں اتحاد کے دشمنوں کو معاف نہیں کریں گے ہمارا ہدف اس ملک میں نظام کی تبدیلی ہے، ہمارا ورلڈ آرڈر قرآن اور رسولؐ کا آرڈر ہے ہم کسی اور نیو ورلڈ آرڈر کو تسلیم نہیں کرتے، عوام حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں، ورنہ حکمران اس ملک کو بہت زیادہ نقصان پہنچا دیں گے۔" (روزنامہ خبریں ۲۳ دسمبر ۱۹۹۵ء)

پیپلز پارٹی کا دور اقتدار قوم و ملت کے لیے ایک عذاب ہے، پوری قوم اس پر متفق ہے کہ اس عذاب سے جتنا جلد چھٹکارا حاصل کر لیا جائے ملکی سالمیت اور دینی اقدار کے تحفظ کے لیے نیک فال ہے سوال یہ ہے کہ اس کے بعد پھر کیا ہوگا؟ بظاہر متبادل دوسری بڑی پارٹی مسلم لیگ کی ہے جس نے اپنے دور اقتدار میں اپنے سابق اتحادی دینی قوتوں کے تمام تر دینی اور اسلامی ترجیحات کو یکسر مسترد کر کے سب کو نالاں کر دیا تھا جس کی سزا بھی اسے گذشتہ الیکشن میں مل گئی مگر اس سب کچھ کے باوصف ابھی تک بھی اسی اعراض اور استکبار کی ڈگر پر قائم ہے بلکہ دینی قوتوں سے بے نیازی میں پرواز اور بڑھ گئی ہے۔

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پیپلز پارٹی ہو یا مسلم لیگ ملک میں نفاذ شریعت اور نظام اسلام کے قیام کی توقع دونوں سے عبث ہے اور اس میں دونوں صفر صفر ہیں۔ ملک میں نفاذ شریعت یا کم۔۔۔ دینی اقدار کے تحفظ، آزاد دینی مدارس کے بقا و استحکام کے لحاظ سے ملکی سیاست اور بالخصوص دینی قوتیں ایک نازک اور دشوار تجربہ سے گذر رہی ہیں جس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اعلیٰ درجے کی

دونوں قوتوں کے طریق واردات سے واقفیت، اسلامی تعلیمات کی روح و پیغام اور بہت بڑی جرأت و تدبر کی ضرورت ہے یہ درحقیقت ایک بہت بڑا ذمہ دارانہ اور مجتہدانہ کام ہے جس کو چاروناچار بہرحال دینی قوتوں نے ہی انجام دینا ہے جس میں سارا ملک اور ملک بھر کے تمام درد مند مسلمان ان کی تقلید اور پیروی کے لیے تیار ہیں اس کام کی تکمیل پر پاکستان کے تہذیبی و فکری اور دینی و سیاسی مستقبل کا انحصار ہے اس ضرورت کو نہ تو ٹالا جا سکتا ہے اور نہ سرسری طور پر اس سے گذرا جا سکتا ہے اور نہ اس کے لیے کوئی مہلت لی جا سکتی ہے ۔ یہ ایک ناگزیر فریضہ ہے جس کو جلد از جلد ادا ہونا چاہیئے اور اس کو ہر مسئلہ پر مقدم رکھنا چاہیئے ۔

موجودہ حالات میں علماء اور دینی رہنماؤں کو ملک اور قوم کی علمی و فکری رہنمائی کے سلسلہ میں ذہانت جرأت اور محنت اور دور اندیشی کا ثبوت دینا ہوگا جس کی ان کے منصب کے لحاظ سے ان سے توقع ہے ۔

حکمران اور حزب اختلاف کے سیاست دان مذہب اور دینی روابط کو اپنے مخصوص مصالح اور ذاتی مفاد کے لیے استعمال کرتے آئے ہیں کہ ان کا نشوونما دین کی بے وقعتی، دینی مستقبل سے مایوسی، اہل دین کی تحقیر، مغربی تمدن کی غیر محدود تقدیس و عقیدت، مادی اقدار اور مغربی رجحانات و خیالات کے سامنے مکمل سپر اندگی پر ہوا ہے جن میں دینی لحاظ سے دور بینی اور بالغ نظر فکر کا فقدان ہے ۔ ملی انحطاط قومی تنزل، ملک کا دولخت ہونا، اور اب جو اندر ہی اندر لاوا پک رہا ہے ذلت آمیز ناکامیوں کی طرف رواں دواں ملک کے اس پیش منظر میں حکمرانوں، وزراء اور سیاست دانوں کا دشمن سے ساز باز اور قوم فروشی تک کے مذموم اقدامات کا قبیح ترین پس منظر ہے ۔

اگر خدانخواستہ دینی قوتوں نے بھی حسب سابق مروجہ لادین سیاست اور سیاسی کھلاڑیوں کی یلغار کے مقابلہ میں شکست خوردگی، مکمل خود سپردگی، ایک عقیدت مند اور سرگرم مقلد اور ایک ہونہار اور سعادتمند شاگرد جو ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچا کا کردار ادا کرتے ہوئے پھر سے اُن کے طریق واردات کو جوں کا توں قبول کرلیا اور ان کے جمہوری وطیروں، فکری ہتھکنڈوں، مادی افکار و خیالات، نام و نمود اور سیاسی و اقتصادی نظام پر ایمان لے آئے اور اپنے دین اسلامی اور انقلابی تشخص کے باوصف اپنے لائحہ عمل میں بھی ان کی مکمل نقل شروع کردی تو پھر نتیجہ وہی نکلے گا جواب سب کے سامنے ہے ۔

قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان میں پُرامن زندگی اور نظام اسلام کے قیام کی بنیاد عوام میں صحیح اور طاقتور دینی شعور کا وجود ہے اور وہ صرف عمومی دعوت، عوام سے ربط اور ان کی دینی تربیت اور اس کے مختلف طبقوں میں دینی احساس اور اسلامی شعور پیدا کرنے سے وجود میں آسکتا ہے۔ نئے سیاسی حالات اور ملک کی دونوں بڑی پارٹیوں کی امریکی خوشنودی کے حصول میں مسابقت اور مذہبی و دینی سیاسی جماعتوں کے باہمی انتشار کے اس نئے دور میں ایک خطرناک انقلاب ملک کے دروازے پر دستک دے رہا ہے — موجودہ دور مہلت کا دور ہے اور عبوری دور ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ زمانہ مہلت کا عبوری دور بلا کسی سخت تہلکہ کے گزر جائے گا، ملک کو امن و امان، روشن مستقبل دینی اداروں کا تحفظ، اسلامی اقدار کی پاسداری اور اسلامی انقلاب کی نوید دے گا یا بدامنی فساد، تباہی وہلاکت اور عریانی وضلالت کی انتہاء تک پہنچا کر رہے گا؟ اس کا انحصار بھی بڑی حد تک اس امر پر ہے کہ ملک کی حساس اور ذمہ دار دینی قیادت کونسا راستہ اختیار کرتی ہے۔ ہمارے نزدیک اس عبوری دور میں روشن مستقبل اور اسلامی انقلاب کے لیے راستہ ہموار کیا جا سکتا ہے اس کے لیے بڑی دانائی کی ضرورت ہے کہ جو بھی ابتدائی قدم اٹھائے جائیں وہ صحیح ہوں اور جو طریقے اختیار کیے جائیں وہ بھی صحیح ہوں

جب تک علماء دین اور رہنمایان ملت اپنے دینی فریضہ کی ادائیگی اور امراء و اغنیاء اور حکمرانوں کے سامنے کلمۂ حق کہنے کی جرأت سے کام نہیں لیں گے قرب سلطان میں منافست، مناصب اور عہدوں کے لیے کشمکش یا غیر اہم اخلاقی مسائل پر جنگ وجدال، زور آزمائی اور رسّہ کشی کی روایات کو یک قلم ترک نہیں کریں گے، جب تک دینی تربیت زہد وتقویٰ، عزت نفس اور اخلاقی و دینی جرأت کی عملی مثالیں قائم نہیں کریں گے جب تک مخالف پروپیگنڈے مخالف تحریکوں اور نظریات کو اسلامی معاشرہ میں چور دروازے سے داخلے کو روک نہیں دیا جائے گا اور ان کو نظریاتی اساس پر قائم ہونے والی اس ریاست میں کام کرنے کا پورا موقع دیا جاتا رہے گا یہاں کے اجتماعی، اقتصادی سیاسی اور اخلاقی حالات میں ان کی مداخلت بند نہیں کردی جائے گی تب تک ملک کی موجودہ غیر فطری، غیر اسلامی اور بحرانی صورتِ حال برقرار رہے گی یہ ملک اخلاقی اور سیاسی انتشار سے دوچار اور خطرناک انقلابات کے لیے ہر وقت تیار رہے گا ویسے بھی یہ حالات موجودہ مملکت عزیز آتش فشاں پہاڑ کے دھانہ پر کھڑی ہے جو کسی وقت بھی پھٹ سکتا ہے۔

اس خطرناک صورتحال اور تاریک مستقبل پر مشتمل خطرناک انقلاب کو کوئی فوجی طاقت، کوئی پیپلز پارٹی کوئی مسلم لیگ اور کوئی سیاسی جوڑ توڑ یا بغیر کسی منصوبہ بندی کے برائے نام کوئی اتحاد اور اخباری بیانات نہیں روک سکتے۔ مال و دولت کے ذریعہ قلب وضمیر کی خریداری، سفارتوں یا سرکاری سطح کے پر تکلف اور شاندار تقریبات، اہل دین کو خوش کرنے کے لیے کچھ برائے نام منصوبے، کانفرنسیں، محدود دینی ادارے اور دینی مظاہر اس بھیانک مستقبل اور دین اسلام سے اجتماعی بغاوت کا راستہ روکنے کی ضمانت نہیں قرار دیئے جاسکتے۔

اس کا واحد راستہ یہ ہے کہ علماء دین اور زعماء ملت حقائق اور واقعات کا جرأت و دور اندیشی اور صحیح دینی روح اور دینی بصیرت کے ساتھ سامنا کریں، محض ایک جلسہ یا ملک گیر سطح کی کامیاب ہڑتال یا مسلسل ہڑتالیں بالآخر حکومت کی تبدیلی اس کا حل نہیں بلکہ دینی قیادت کا یہ فرض ہے۔ ملک میں دین کی صحیح تعلیم کے مطابق ہمہ گیر، صالح اور ضروری تبدیلی کے لیے صدق دل اور اخلاص کے ساتھ ایک جامع منصوبہ بندی کرکے کوششیں شروع کردی جائیں جن چیزوں کا ازالہ اور سدِّباب ضروری ہے ان کا سدِّباب کیا جائے اور جن بنیادی ضرورتوں کی تکمیل، باہمی اعتماد و اتحاد، باہمی نزاعات میں صلح اور سیاسیات میں اصلاحات کا نفاذ ممکن ہو اور خالص اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لیے یا لادینی انقلاب کی پیش بندی کے لیے جن بنیادی اسکیموں کا آغاز ضروری ہو ان کے آغاز میں دیر نہ کی جائے ــــ دینی قوتیں جس نام سے اور جس کام کے لیے متحد ہوئی ہیں مبارک۔ مگر اب قرآن اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اور اسلامی تعلیمات کے مطابق معاشرہ میں مساوات اور انصاف قائم کرنے کے لیے ٹھوس اور بنیادی کام کیا جائے اہل ملک کی خوشحالی اور فارغ البالی کے لیے ضروری قدم اٹھانے کا قطعی تہیہ کرلیا جائے دینی اتحاد کے پاس کم ازکم ہر فرد کے لیے امکانی حد تک ضروریات زندگی کا بندوبست مہیا کرنے کا واضح پروگرام ہو، ملک میں بے جا اسراف اور حد سے بڑھی ہوئی فضول خرچیوں کو ختم کردیا جائے نظام تعلیم کے لیے دینی مدارس کے استحکام کے ساتھ آزاد اسلامی سکولوں کے قیام کا منظم کام کیا جائے جس کا نظام تعلیم اسلام کے عقائد واصول اور عصر جدید کے تغیّرات اور علوم و وسائل دونوں کے ساتھ ہم آہنگ ہو اور دونوں کے تقاضے پورے کرتا ہو، جبکہ نئی نسل کی فکری اور ذہنی تربیت کے لیے منظم تربیتی پروگرام ترتیب دے تربیتی تقریبات میں ایسی تعلیم دی جائے جو ان میں ایک طرف ایمان و یقین، اخلاقی قوت استقامت، خود اعتمادی و خود داری، اپنے دین پر غیر متزلزل یقین اور اس کے لیے قربانی کا جذبہ دوسری طرف قوت ایجاد، فکری استقلال، بلند ہمتی اور اولوالعزمی پیدا کرے اور جرأت و ذہانت کے ساتھ

مغرب اور ملک میں ان کی نمائندہ تمام قوتوں کا مقابلہ کرنے کا جوہر اور اوصاف پیدا کر سکے ۔

خدا کا شکر ہے کہ دینی قیادت کو اس کا احساس ہے اور اس سلسلہ میں ملی یکجہتی کونسل نے اپنے قیام کے قلیل ترین عرصہ میں بہت کچھ کام کیا ہے مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ابھی تک اس عظیم مقصد کے حصول میں بنیاد کی اینٹ بھی نہیں رکھی جا سکتی ۔

پی پی پی اور مسلم لیگ ہر دو گروہوں کے خطرناک لادینی مشن کی تکمیل کے نتیجہ میں مستقبل کے تباہ کن انتشار اور دین سے اجتماعی بغاوت سے بچنے کے لیے عوام میں دینی روح، طاقت ور ایمان، اخلاقی حس اور اسلامی شعور پیدا کرنے کے لیے بنیادی کام اور ٹھوس منصوبہ بندی کرنی ہوگی ۔ لوگوں میں ذہنی انتشار، دینی جماعتوں کے محض سیاسی کردار کی وجہ سے اہل دین سے بے دلی اور بغاوت کے جراثیم کا خاتمہ کرنے کے لیے ان اسباب و محرکات کا مکمل ازالہ، حالات کی عمومی اصلاح اور سیرت و کردار میں تبدیلی کی شدید ضرورت ہے، ملک کی دیگر سیاسی جماعتوں کے وجود سے ابار اور افادیت سے انکار بھی حماقت کے سوا کچھ نہیں ۔ تاہم ان سے وہ لینا ہوگا جو اسلامی نظام اور معاشرہ کے لیے مفید اور اس کے عقیدہ سے ہم آہنگ ہے اور بجائے خود کوئی عملی اور ایجابی افادیت رکھتا ہے اور قوم و ملک کو مضبوط اور مستحکم کر سکتا ہے نیز زندگی کی جدوجہد، اسلامی نظام کے قیام سرفروشی اور دعوت الی اللہ کے مقصد سے مفید ہو سکتا ہے ۔

اس وقت بہرحال ملی یکجہتی کونسل کی قیادت اور ملک بھر کی دینی سیادت کو ایک ہی ہدف پر کام کرنا ہوگا اور وہ یہ کہ ”ملک میں قیام امن کے لیے اور مسلمانوں کو اپنے عقیدہ اور اسلامی زندگی پر قائم رکھنے کے لیے ایک ایسی ترقی پذیر عادلانہ اسلامی تحریک، اسلامی سوسائٹی اور متحدہ اسلامی پلیٹ فارم تشکیل دیا جائے، جس میں اسلامی طریقہ زندگی کو اپنے عملی اور ثقافتی اظہار اور غور کا پورا موقع مل سکے ۔